سوال

(169)کیا رکوع میں شامل ہونے سے رکعت کو شامل کیا جائے گا؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اہل حدیثوں کا خیال ہے کہ فرض نماز میں جبکہ امام رکوع میں ہو، اس وقت جماعت میں شامل ہونے پر وہ رکعت نہیں ہوگی اور یہ بات فتاوٰی نذیریہ وغیرہ میں بھی ہے اور ان کی بنیاد اس حدیث پر ہے کہ جو شخص امام کو حالت رکوع میں پاوے وہ امام سے ساتھ شامل ہوجائے اور رکعت کو لوٹائے (یہ روایت عون المعبود 3 145 146 پر ہے) لیکن ''صحیفہ اہل حدیث کراچی، 23، نومبر 1953ء کے صفحہ نمبر 21 پر مولانا عبدالقادر صاحب حصاری تحریر کرتے ہیں کہ مندرجہ بالا حدیث رسول ﷺ کا قول نہیں ہے۔ اور اس کے خلاف بیہقی میں ابوہریرہ کی حدیث سے رکعت ہوجانے کا ثبوت دیتے ہیں۔ دونوں حدیثوں میں صحیح حدیث کون ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

بے شک یہ حدیث ''جو شخص امام کو حالت رکوع میں پائے وہ رکوع میں امام کے ساتھ شامل ہوجائے اور رکعت کو لوٹائے۔،، رسول اللہ ﷺ کا قول یعنی: حدیث مرفوع نہیں ہے بلکہ ابوہریرہ کا قول اور فتویٰ ہے۔ لیکن جو علماء مدرک رکوع کی رکعت کے قائل نہیں ہیں ان کے استدلال کی بناء اس موقوف حدیث پر نہیں ہے۔ ان کی اصل دلیل یہ ہے کہ: قیام جو محل قرأة ہے، نماز کا رکن ہے اور اس کی رکنیت قرآن، حدیث، اجماع اور تعامل امت سے ثابت ہے، اور اسی طرح قرأة فاتحہ نماز کا دوسرا رکن ہے جس کی رکنیت وفرضیت احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے۔ مدرک رکوع سے یہ دونوں رکن فوت ہوجاتے ہیں اور کسی صحیح حدیث یا حسن غیر معلول صریح مرفوع حدیث سے مدرک رکوع کا استثناء اور تخصیص اور ان دونوں رکنوں کا اس سے اسقاط ثابت نہیں۔ جو حدیثیں اس مقصد سے پیش کی جاتی ہیں ان میں اگر کوئی سنداً صحیح ہے جیسے حدیث ابوبکر ، تو وہ اس مضمون میں صریح نہیں بلکہ اس کا احتمال بھی نہیں رکھتی کما حققتہ البخاری فی جزء القراءة اور جو بظاہر صریح معلوم ہوتی ہیں صحیح بلکہ حسن بھی نہیں ہیں۔ ضعیف اور ناقابل احتجاج ہیں۔ مثلاً یہ حدیث (الحرح والتعدیل 9 155) عن ابی ہریرة قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إذا جئتم إلی الصلوة ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوہا شیئا، ومن أدرک الرکعة فقد أدرک الصلوة،، (ابوداؤد 1/553(12893)، مستدرک 1/276، بیہقی 2/88).

اولاً: یہ حدیث قائلین رکعت مدرک رکوع کے مدعا پر صریح نہیں۔

ثانیاً: یہ حدیث صحیح تو درکنار حسن بھی نہیں

اگرچہ امام ابوداؤد اور حافظ منذری نے اس پر سکوت کیا ہے اور حاکم اور ذہبی نے اس کی تصحیح کی ہے، اس کے راوی یحیی ابی سلیمان کو جن پر اس حدیث کا مدار ہے امام بخاری

نے منکرالحدیث کہا ہے ''وقال البخاری : کل من قلت فیہ منکرالحدیث لایحتج بہ ،وفی لفظ : لاتحل الروایۃ عنہ ،، (فتح المغیث شرح اَلفیۃ الحدیث للسخاوي 1/773) کیا فرماتے ہیں : وہ بزرگ جوامیرانہ یا آمرآنہ شان سے فرمادیا کرتے ہیں ''القول ماقال البخاری ،، ونیز ابوحاتم نے یحیی مذکور کو ''مضطرب الحدیث ،، لیس بالقوی ،، کہا ہے اور امام بیہقی نے ان کے بارے میں ''لیس بالقوی ،، لکھا ہے (کتاب معرفۃ السنن) ۔

حاکم اورذہبی نے مستدرک مع التلخیص 1 216 میں ان کی توثیق کی ہے مگر 1 276 میں ان کے بارے میں صرف یہ لکھا ہے : ''لم یذکر بجرح ،، ان کے اس دوسرے کلام سے معلوم ہواکہ ان کو یحی مذکور کے بارے میں کسی امام کی جرح کا علم نہیں تھا محض اس بناء پر ان کو ثقہ کہہ دیا ہے ۔ اس کی تائید ابن خزیمہ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے : '' لااَعرف یحی بن ابی سلیمان بعدالۃ ولاجرح ،، (تہذیب التہذیب 228/11) ، ابن خزیمہ کے اس قول سے معلوم ہواکہ ان کو یحیی بن ابی سلیمان کی بابت عدالت وجرح کا علم نہیں تھا ۔ اسی طرح حاکم کو بھی ان کے متعلق کسی امام کی تعدیل وتخریج کا علم نہیں تھا، اس بناء پران کو ثقہ کہہ دیا ۔ حالاں کہ ایسا راوی مستوراور مجہول الحال کہلاتا ہے جس کی روایت عندالجمہور مردود ہوتی ہے ۔ اورامام الحرمین کے نزدیک متوقف فیہ (شرح نخبۃ ص : 49) اورامام ابوحنیفہ وابن حبان کے نزدیک مقبول والحق مع الجمہور ۔ ابن خزیمہ کے شاگرد ابن حبان نے یحیی بن ابی سلیمان کوثقات میں صرف اس وجہ سے ذکر کیاہے کہ استاد کی طرح ان کو بھی یحیی کی بابت کسی امام کی جرح وتعدیل کا علم نہیں ہوا ۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں وہ راوی باصطلاح ابن حبان ثقہ ہواور جمہور محدثین کے نزدیک مستورو مجہول الحال ہواجس کی روایت غیر مقبول ہوتی ہے ۔ سخاوی لکھتے ہیں : ''قال الحافظ ابن حجر : وإذا لم یکن فی الراوي جرحٌ ولا تعدیلٌ ، وکان کلٌ مِن شیخہِ ، والراوي عنہُ ثقۃً ، ولم یأتِ بحدیثٍ منکرٍ ، فھوَ عندہُ ثقۃٌ وفی کتابہِ " الثقاتِ " کثیرٌ ممن ہذہ حالہُ ، ولأجلِ ہذا ربما اعترضَ علیہ فی جعلھم ثقاتٍ من لم یعرفْ اصطلاحہ ولا اعتراضَ علیہ فإنَّہ لایشاحح علیہ فی ذٰلکَ ،، (شرح اَلفیہ 36/1) اور لکھتے ہیں : ''ذہب ابن خزیمۃ إلی أن جہالۃ العین ترتفع بروایۃ واحد مشہور ، وإلیہ یومی قول تلمیذہ ابن حبان : العدل من لم یعرف فیہ الجرح ، وإذا التجریح ضد التعدیل ، فمن لم یجرح فھو عدل حتی یتبین جرحہ ، إذ لم یکلف الناس ماغاب عنھم ، وقال فی ضابطۃ الحدیث الذی یحتج بہ ما محصلہ ، أنہ ھو الذی یعری روایہ من ان یکون مجروحا أو فوقہ مجروح أو دونہ مجروح ، أو کان سندہ مرسلا أو منقطعا أو کان المتن منکرا ، فھو مشعر بعدالۃ من لم یجرہ ممن لم یروعنہ إلا واحد ، ویتاید بقولہ فی ثقاتہ أیوب الأنصاری عن سعید بن جبیر وعنہ مہدی بن میمون لاأدری من ہو ولاابن من ہو؟ فإن ہذا منہ یؤید أنہ یذکر فی الثقات کل مجہول روی عنہ ثقۃ ولم یجرح ، ولم یکن الحدیث الذی یرویہ منکرا ،، انتہی (شرح الفیہ 317/1) دیکھیے ایوب انصاری کوباوجود مستوراور مجہول الحال ہونے کے ابن حبان نے ثقات میں محض اس وجہ سے ذکر کردیا کہ ان پرکسی نے جرح نہیں کی ہے ۔ اسی طرح انہوں نے اپنی ''کتاب الثقات ،، میں بہت سے مستورراویوں کوذکر کردیاہے کیونکہ ان کے نزدیک عدم جرح نہیں کی ہے ان کے عدل وثقہ ہونے کی خلاف لما ذھب الیہ الجمہور ۔ اسی طرح یہاں بھی انہوں نے یحی ین ابی سلیمان کو محض اس بناء پر ثقات میں ذکرکیاہے کہ ان کو یحیی کی بابت کسی امام کی جرح کا علم نہیں ہوسکا، جیساکہ حاکم کواس کا علم نہیں ہواہے اورانہوں نے ان کی توثیق کردی اورحدیث کو صحیح کہہ دیا ۔

بہرحال ابن حبان کا کسی مستورراوی کا ثقات میں ذکرکرنا اس امرکی دلیل نہیں ہوسکتا کہ وہ عندالجمہور بھی ثقہ ہے ۔ اس بحث سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ حدیث مذکورہ کی حاکم نے تصحیح کی ہے تواس تصحیح کا مبنیٰ کیا ہے ؟ لہذا ان کی تصحیح مذکورقابل اعتماد نہیں ۔ رہ گئی ذہبی کی موافقت تواس کا مبنیٰ بھی حاکم کاوہی قول ''لم یذکر بجرح ،، ہے ۔ خلاصہ بحث یہ ہے کہ اس حدیث کی صحت کا حکم مخدوش ہے اسی لیے ابن خزیمہ اس حدیث کوروایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں . ''وفی القلب شئ من ہذا الإسناد ، فإنی لاأعرف یحیی بن أبی سلیمان بعدالۃ ولاجرح ، وإنما خرجت خبرہ لأنہ لم یختلف فیہ العلماء ،،) تہذیب التہذیب 11/228) ، یہ ساری بحث اس وقت ہے جبکہ یحیی کی بابت کسی امام کی جرح کا علم نہ ہو، لیکن یہاں توامام بخاری، امام ابوحاتم ، امام بیہقی کی جرحین موجود ہیں ،جن کے مقابلے میں متساہلین کی تصحیح وتوثیق جس کا مبنیٰ بھی بالکل کمزور ہے کوئی وزن نہیں رکھتی ۔ رہ گیا امام ابوداؤد اورحافظ منذری کا سکوت ، تویہ دوسروں پر حجت نہیں ہوسکتا ، بالخصوص ایسی حالت میں کہ وہ دونوں بعض ایسی حدیثوں پر سکوت کرجاتے ہیں جن میں مجہول راوی ہوتا ہے یاجن کی سند منقطع ہوتی ہے ۔ امام بیہقی کے نزدیک بھی یہ حدیث ضعیف ہی ہے چنانچہ اس کے روایت کرنے کے بعد مندرجہ ذیل حدیث کے بارے میں جوقائلین رکعت مدرک رکوع کی صریح دلیل ہے یہ فرماتے ہیں : ''وقد روی باسناد آخر أضعف من ذلک عن أبی ہریرۃ ،، (2/89) . یعنی : حدیث مذکورضعیف ہے اس سے ضعیف تر حدیث ذیل ہے :

(2) ''عن أبی ہریرۃ مرفوعا : من أدرک رکعۃ من الصلوۃ فقد أدرکہا قبل أن یقیم الإمام صلبہ ،، (ابن خزیمۃ : 1595) 45/3، دار قطنی 1/347 بیہقی 1/89) .

اس حدیث کاقائلین رکعت مدرک رکوع کے مدعامیں صریح ہونا موقوف ہے اس امرپر کہ ''قبل أن یقیم الامام صلبہ ،، اس میں محفوظ غیر مدرج ہولیکن اس کے محفوظ ہونے میں سخت کلام ہے ۔

اس لفظ کے زیادہ کرنے میں یحیی بن حمید متفرد ہیں اور مجہول الحال غیر معتمد فی الحدیث اور ان کی حدیث غیر محتج بہ ہے (جزالقراءۃ للبخاری) دار قطنی نے اس کو ضعیف کہا ہے، عقیلی نے ان کو ضعفاء میں ذکر کیا ہے۔ (لسان 6 250) اور ابن حبان نے ان کو ثقات میں اس لیے ذکر کردیا ہے کہ وہ مستور ہیں اور ان کے ثقات میں ذکر کرنے سے عند الجمہور وہ ثقہ نہیں ہوگئے۔ بہر حال مجہول ہی ہے جن کی روایت مردود یا متوقف فیہ ہوگی، نیز اس کی سند میں قرۃ بن عبدالرحمن ہیں جو متکلم فیہ ہیں ''قبل أن یقیم الامام صلبہ ،، کی مدرج ہونے کا ایک یہ قرینہ ہے کہ وہ بے محل مذکور ہے اس کا مناسب محل ''فقد ادرکہا ،، سے پہلے ہے کما لا یخفی۔ عقیلی کہتے ہیں ''قد رواہ مالک وغیرہ من حفاظ اصحاب الزہری، ولم یذکروا الزیادۃ الأخیرۃ ولعلہا کلام الزہری ،، (لسان 250/6).

(3) ''عن عبدالعزیز بن رفیع عن رجل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : إذا جئتم والامام راکع فارکعوا وإن کان ساجدا فاسجدوا ولا تعتدوا ولا تعتدوا بالسجود، إذا لم یکن معہ الرکوع ،، (بیہقی 2/89:).

یہ حدیث دوسرے طریق سے بھی مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ''عَنْ عَبْدِ الْعَزِیزِ بْنِ رُفَیْعٍ، عَنْ شَیْخٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی فَسَمِعَ خَفْقَ نَعْلَیْہِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ : "أَیُّکُمْ دَخَلَ ؟ "قَالَ الرَّجُلُ : أَنَا یَا رَسُولَ اللہِ، قَالَ : "وَکَیْفَ وَجَدْتَنَا ؟ "قَالَ : سُجُودًا فَسَجَدَ قَالَ : "ہَکَذَا فَافْعَلُوا إِذَا وَجَدْتُمُوہُ قَائِمًا أَوْ رَاکِعًا أَوْ سَاجِدًا أَوْ جَالِسًا فَافْعَلُوا کَمَا تَجِدُونَہُ وَلَا تَعْتَدُّوا بِالسَّجْدَۃِ إِذَا لَمْ تُدْرِکُوا الرَّکْعَۃَ ،، (بیہقی 2/216) یہ حدیث کسی طریق سے قابل عتماد نہیں ہے، اس لیے کہ رجل یا شیخ انصاری مجہول ہیں کسی طریق میں کوئی ایسا لفظ نہیں جو اس رجل یا شیخ کے صحابی ہونے پر یا اس کے اس واقعہ میں موجود ہنے پر دلالت کرتا ہو، محض انصار کا لفظ صحابیت کی دلیل نہیں ہے۔ لہذا اس کے مجہول ہونے کی وجہ سے یہ روایت لائق احتجاج نہیں رہی۔

(4) ''عن عبدالرحمن بن عوف مرفوعاً : من أدرک السجود فلیسجد ولا یعتد بہ، ومن أدرک الرکعۃ فلیرکع ولیحسب بہا، أخرجہ الخطیب فی المتفق والمفترق ،، (کنزالعمال 137/4) اس حدیث کی سند کا حال معلوم نہیں، اس لیے یہ معرض حجاج واستدلال یا معرض اعتبار واستشہاد میں نہیں پیش کی جا سکتی۔ سوال کا جواب مختصر عرض کردیا گیا۔ تفصیل پھر کبھی کی جائے گی۔ (مصباح بستی اکتوبر 1954ء)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 261

محدث فتویٰ